27

موجودہ ایام میں تمہیں خصوصیت کے ساتھ سلسلہ کی حفاظت اور عظمت کے لیے دعائیں کرنی چاہییں

(فرمودہ 7 اگست 1953ء بمقام ناصر آباد۔ سندھ)

تشہّد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''آج بارش کی وجہ سے چونکہ راستے خراب ہیں اس لیے میں دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھاؤں گا۔ اِسی طرح میری طبیعت بھی خراب ہے اِس لیے میں خطبہ بھی بہت مختصر پڑھاؤں گا۔

اصل بات جس کے متعلق میں آج کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ عام طور پر ہماری جماعت کے لوگ اُن حالات سے واقف نہیں ہوتے جو جماعت کے خلاف ملک کے مختلف جہات اور اطراف میں یا مختلف ملکوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ ایسی تمام اطلاعات مرکز میں آتی ہیں اور وہ اطلاعات نہ ساری شائع کی جاسکتی ہیں اور نہ ہی اُن سب کا شائع کرنا مناسب ہوتا ہے اس لیے صرف چند لوگ ہی ایسے ہوتے ہیں جو اُن سے واقف ہوتے ہیں۔ اگر مصیبت آتی ہے تو انہی کے کندھوں پر آتی ہے اور اگر کوئی خوشی کی خبر آتی ہے تو اس سے بھی وہی لذت محسوس کرتے ہیں۔ لیکن ایک چیز ایسی ہے جس کو جماعت کا ہر فرد سمجھ سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے بتیس دانتوں میں زبان ہوتی ہے۔ بظاہر اس کی کوئی دنیوی وجہ نہیں پائی جاتی

کیونکہ ہماری جماعت کے لوگ دوسروں سے حُسنِ سلوک کرتے ہیں، ان سے نیک معاملہ کرتے ہیں، ان سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں، ان سے اچھے تعلقات قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ان کے بہی خواہ ہیں لیکن پھر بھی ان کی مخالفت ہوتی ہے۔

آج ہی میں قادیان کی ایک رپورٹ پڑھ رہا تھا جس میں لکھا تھا کہ ہم ایک باغیچہ میں گئے وہاں کچھ مہاجر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے اور کچھ مقامی لوگ بھی وہاں بیٹھے تھے۔ شروع شروع میں جب پاکستان سے ہندو اور سکھ مہاجر وہاں گئے تو چونکہ وہ بہت چڑے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے سلوک سے تنگ تھے اس لیے وہ پاکستان یا مسلمانوں کی تعریف کسی مسلمان سے سُن نہیں سکتے تھے۔ اور اگر کوئی تعریف کرتا تو اُس سے لڑ پڑتے اور کہتے کہ تُو بڑا غدار ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ قادیان والوں کے حُسنِ سلوک کی وجہ سے لوگوں میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اب ان مہاجرین میں سے بھی ایک حصہ ایسا ہے جو کبھی کبھی جماعت کی تعریف کر دیتا ہے۔ بہرحال اس رپورٹ میں ذکر تھا کہ وہاں جو مہاجرین بیٹھے ہوئے تھے اُن میں سے بعض نے تعریف کی اور کہا کہ احمدی بڑے اچھے ہیں اور یہ اپنے معاملات میں دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہیں۔ اُن کا اتنا کہنا تھا کہ ایک مقامی سکھ جو اپنے دل میں جوش دبائے بیٹھا تھا کھڑا ہو گیا اور اُس نے دس بارہ منٹ تک تقریر کی اور کہا کہ ان لوگوں کے ہم سے ایسے اچھے تعلقات تھے کہ جب سے یہ گئے ہیں ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ قادیان اور اس کے گردونواح کی رونق ہی چلی گئی ہے۔ ان لوگوں کے پاس طاقت تھی اور یہ اگر چاہتے تو ہمیں تباہ کر سکتے تھے۔ مگر اِتنی طاقت کے باوجود ان لوگوں نے ہماری حفاظت کی اور ہمیں کسی قسم کا نقصان پہنچنے نہیں دیا۔

چنانچہ واقعہ یہی ہے کہ گو بعد میں ہندوستانی حکومت غالب آ گئی مگر سوال تو یہ ہے کہ اُس وقت کون سمجھتا تھا کہ گورداسپور کا ضلع اُدھر چلا جائے گا۔ اُس وقت اگر ہمارے بھی وہی جذبات ہوتے جو ہندوؤں اور سکھوں کے تھے تو دس دس میل کے حلقہ میں ایک ہندو اور سکھ بھی نہ بچتا۔ مگر ہم نے اُن کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی اُسی طرح حفاظت کی جس طرح ہم اپنے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے تھے۔ اور نہ ہم نے زبان سے انہیں کوئی لفظ کہا، نہ اُن کی دل شکنی کی اور نہ گالی گلوچ سے کام لیا۔ بلکہ اگر ہمیں کسی احمدی کے متعلق ذرا بھی شکایت پہنچتی تو ہم

سختی سے اُس کے پیچھے پڑ جاتے۔ دوسری طرف جو لوگ اردگرد کے مقامات سے بھاگ بھاگ کر قادیان میں آئے ہم نے اُن کی اِتنی خاطر تواضع کی کہ سارے ہندوستان میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ ہم نے اپنے آدمیوں کو بُھوکا رکھا اور اُن کو کھانا کھلایا۔ اور ایک دن تو ایسا آیا کہ ہم نے ساٹھ ہزار آدمیوں کو کھانا دیا۔ حالانکہ قادیان کی کل سولہ ہزار کی آبادی تھی۔ جس میں سے تیرہ ہزار احمدی تھے۔ مگر وہی لوگ جب یہاں پہنچے تو کچھ مدت تک تو احمدیوں کی تعریفیں کرتے رہے مگر اب وہی لوگ احمدیوں کو کُشتنی اور گردن زدنی قرار دے رہے ہیں۔ اور وہ سارے احسان اور سلوک جو ہم نے اُن سے کیے تھے اُن کو بُھلا بیٹھے ہیں۔

امرتسر کے شہر پر مصیبت آئی تو کئی دفعہ ہم نے غلہ مہیا کیا اور جو لوگ قومی کام کر رہے تھے۔ ان کو رقمیں بھی دیتا رہا۔ چنانچہ پارٹیشن تک با قاعدہ کئی ہزار روپیہ ہم نے اُن کو دیا۔ مگر اب وہی لوگ احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ احمدیوں کو مار دینا چاہیے، ان کو قتل کر دینا چاہیے، ان کے مال و اسباب کو لُوٹ لینا چاہیے۔ یہ چیز تو آپ لوگوں کو نظر آتی ہے۔ بے شک جو سلسلہ کی مخالفت کی خبریں ہمیں ملتی ہیں وہ آپ لوگوں کو نہیں ملتیں، جو سلسلہ کی ترقیات کی خبریں ہمیں ملتی ہیں وہ آپ لوگوں کو نہیں ملتیں۔ مگر یہ بات تو آپ لوگوں سے مخفی نہیں کہ لوگ بلا وجہ اور بغیر کسی قصور کے ہم سے دشمنی رکھتے ہیں۔ گو اگر ہم زیادہ غور کریں تو اِس کی ایک وجہ بھی موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ لوگ دیکھتے ہیں کہ خدا نے ان لوگوں کو اچھے عقیدے دیئے ہیں، خدا نے ان کے اندر اخلاص پیدا کیا ہے، خدا نے ان کے اندر قربانی کا مادہ پیدا کیا ہے، خدا نے ان کو کام کرنے کی ہمت بخشی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ بڑھتے چلے جائیں گے اور ہم گھٹتے چلے جائیں گے۔ جب دشمن دیکھتا ہے کہ یہ لوگ بڑھنے والے ہیں اور ہم گھٹنے والے ہیں۔ تو وہ مخالفت پر اُتر آتا ہے۔ پس اس مخالفت کی ایک نفسیاتی وجہ تو موجود ہے لیکن جسمانی وجہ کوئی نہیں۔ دنیوی لحاظ سے ہماری جماعت کا سلوک لوگوں سے اتنا اچھا ہے کہ اگر وہ تعصب سے علیحدہ ہو کر ہماری جماعت کو دیکھتے تو بجائے مخالفت کرنے کے وہ احمدیوں کے ہاتھ چومتے اور ان کی خدمت میں فخر محسوس کرتے۔

بہر حال یہ ایسی بات ہے جس کا ہر احمدی کو پتا ہے اور جب پتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ

دعاؤں میں کوتاہی کرتے ہیں۔ یہ دن تو ایسے ہیں کہ ان میں اپنے نفس کو بھی بھول جانا چاہیے اور دن رات اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ جماعت کو ان فتنوں سے بچائے جو آج کل اس کے خلاف پیدا کیے جارہے ہیں۔ اب حکومت مسلمانوں کی ہے اور مولوی یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ جو حکومت پر قابض ہیں اُن کے غلام ہیں اور وہ جو چاہیں اُن سے قانون بنوا سکتے ہیں۔ پھر پبلک میں سے بھی ایک حصہ ان کے پیچھے چلنے والا موجود ہے۔ اس کی وجہ سے حکومت کا کچھ حصہ ڈر بھی جاتا ہے۔ اور جب ایسے حالات ہوں جیسے کہا جاتا ہے کہ "کوتوال ہمارا دوست ہے اب ڈر کس بات کا۔" تو تمہارے لیے حفاظت کا سوائے اِس کے اَور کونسا ذریعہ باقی رہ جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکو اور اُس سے مدد اور نصرت طلب کرو۔ غرض یہ دن تمہارے لیے ایسے نازک ہیں کہ تمہیں رات اور دن سلسلہ کے بچاؤ کے لیے دعائیں کرنی چاہییں۔ صرف خدا ہی کی مدد ہے جو ہمیں بچا سکتی ہے۔ ورنہ ہمارے خلاف ایسی ایسی تدابیر کی جارہی ہیں کہ اگر ان تدبیروں میں انہیں کامیابی حاصل ہو جائے تو آج نہیں تو کل وہ سلسلہ کے مٹانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ خواہ کتنے بڑے ابتلاء آئیں دشمن ہمیں مٹانے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ مگر اِس کی یہ وجہ نہیں کہ اس کے مقابلہ کی ہم میں طاقت ہے۔ بلکہ اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔ اور اگر ہم مرتے ہیں تو صرف ہم ہی نہیں مرتے بلکہ خدا کا نام بھی دنیا سے مٹ جاتا ہے۔ پس اگر ہماری خاطر نہیں تو اپنی خاطر خدا تعالیٰ اِس بات پر مجبور ہے کہ وہ اِس کام کو جاری رکھے جس کام کے لیے اُس نے ہمیں کھڑا کیا ہے۔ مگر ہمیں اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں کو بھی نہیں بھلانا چاہیے۔ خدا تعالیٰ میں طاقت ضرور ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ ہم میں اِتنی کمزوریاں ہوں کہ وہ ہمیں چھوڑ کر کسی اَور کو اپنے کام کے لیے منتخب کرلے۔ پس ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم دعاؤں میں لگے رہیں اور خدا تعالیٰ سے اُس کی مدد چاہیں اور اپنی ذاتی دعاؤں کو بھی ترک کر کے دن رات سلسلہ کی حفاظت اور اُس کی عظمت کے لیے اپنی دعائیں مخصوص کر دیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہو اور وہ ہماری ناکامیوں کو کامیابیوں میں تبدیل کر دے اور ہمیں حقیقی خوشی اور مسرت عطا فرمائے۔ آمین۔"

(المصلح 30 اکتوبر 1953ء)